جامعہ بنوری ٹاؤن میں تخصص فی الدعوۃ والارشاد

تعارف...ضرورت...اہمیت!

مولوی آصف ملک
متعلم تخصص فی الدعوۃ والارشاد، جامعہ

آٹھ سالہ درسِ نظامی کی رسمی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بعض طلباء مزید تعلیم جاری رکھنے اور کسی فن میں کمال حاصل کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں، لیکن وہ اس سلسلے میں پریشان رہتے ہیں کہ کس فن میں تخصص حاصل کیا جائے؟ اس سلسلے میں اپنے اساتذہ اور ساتھیوں سے کچھ مشاورت کرتے ہیں، جس کی بنا پر اساتذہ بعض طلباء کو تخصص فی الفقہ کا مشورہ دیتے ہیں، بعض کو تخصص فی علوم الحدیث کا مشورہ دیتے ہیں، اسی طرح تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا بنیادی مقصد جاننے کی کوشش کی اور داعیہ پیدا ہوا کہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے متعلق کوئی تعارفی مضمون سامنے آنا چاہیے، تاکہ دوسرے احباب کو بھی اس سے شناسائی ہو، اور اس تخصص کے حصول کی رغبت پیدا ہو۔

تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا تعارف

تخصص فی الدعوۃ والارشاد دیگر علوم وفنون کی طرح ایک فن ہے، جس میں دین کی دعوت اور راہِ راست کی رہنمائی کے لیے ماہرینِ فن افراد مہیا کیے جاتے ہیں، اس تخصص کا بنیادی مقصد دعوت ورہنمائی کے لیے ایسے افراد تیار کرنا جو صحیح نہج پر اصولِ دعوت کی رعایت کرتے ہوئے اُمت کی رہنمائی کرسکیں۔ اس کا نام تخصص فی الدعوۃ والارشاد اس لیے رکھا گیا کہ اس تخصص سے مقصود مدعو کو حکمت وبصیرت کے ساتھ دعوت دینا اور صحیح راستے کی رہنمائی کرنا ہے۔

اب مدعوین دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو داعی کی بات کو تسلیم کرتے ہیں اور کوئی حجت بازی نہیں کرتے، بلکہ داعی سے وعظ وتذکیر کے خوگر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو موعظت یا حکمت کے ذریعے دعوت دی جاتی ہے اور اس طرح دعوت دینا ان کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ ایسے لوگوں کو علماء وتبلیغی جماعت

کے حضرات وعظ ونصیحت کے ذریعے دعوت دے رہے ہیں، مگر تخصص فی الدعوۃ والارشاد میں بھی ایسے لوگوں کو ہلکے پھلکے دلائل وبراہین کے ذریعے دعوت دینے اور انہیں راہِ حق کی طرف متوجہ کرنے کے لیے افراد کی تربیت کی جاتی ہے۔

دوسرے وہ مدعوین جو داعی کی بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں اور داعی سے حجت بازی کرتے ہیں، قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو بھی دعوت دینے کا حکم دیا گیا ہے: ’’وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ‘‘ اور تاکید کی کہ ایسے لوگوں سے بدکلامی نہ کی جائے، بلکہ دلائل وبراہین کی قوت کے ساتھ اچھے اور سلجھے انداز سے ان سے گفتگو کی جائے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسے لوگوں سے بہت واسطہ پڑا، جنہوں نے نہ صرف یہ کہ دعوتِ حق قبول نہیں کی، بلکہ حجت بازی پر بھی اُتر آئے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے درمیان ہونے والی گفتگو کی روداد قرآن کریم میں موجود ہے کہ کس انداز سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی وحدانیت کو ثابت کیا اور معبودانِ باطلہ کا رد کیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان ہونے والا مناظرہ بھی قرآن میں موجود ہے، اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مناظرہ کیا اور ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے اور اسلام کی دعوت دی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خوارج کے ساتھ مناظرہ مشہور ہے، جس میں انہوں نے خوارج کے تین اعتراضات کے جوابات دے کر انہیں مطمئن کیا، جس کی وجہ سے بعض خوارج جنگ وقتال سے باز آ گئے۔

اسی طرح ہمارے بہت سے اکابرین نے دعوت کی نیت سے ہندو پنڈتوں، عیسائیوں، پادریوں سے مناظرے کیے، اور ان کے سامنے حق واضح کیا، چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مسلسل دو سال میلہ خداشناسی کے نام سے شاہ جہاں پور میں منعقد کردہ مباحثہ میں شریک ہوئے، اور وہاں مختلف عیسائیوں، پادریوں اور ہندو پنڈتوں مثلاً پنڈت دیانند سرسوتی، پنڈت اندرمن، پادری اسکاٹ اور پادری نولس وغیرہ جیسے معترضین نے جو اعتراضات اٹھائے تھے، حضرتؒ نے اپنی تقریر میں ان سب اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات احسن انداز سے دیے، اور اسلام کی حقانیت کو ایسے عقلی ونقلی دلائل سے مزین کیا کہ خود باطل یہ اعتراف کرنے پر مجبور نظر آیا کہ: ’’اگر کسی کی تقریر پر ایمان لایا جاتا تو اس نیلی لنگی والے کی تقریر پر ایمان لاتے۔‘‘ حتیٰ کہ بعض پنڈتوں نے یہ بھی کہا کہ: ’’اس کے قالب سے کوئی اوتار بولتا ہے۔‘‘ جب آگرہ میں دنیائے عیسائیت کے بڑے پادری فنڈر اور اس کے ساتھیوں نے ہندوستانی مسلمانوں کو اسلام کے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا کرنا چاہا تو حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مذہبِ اسلام اور عیسائیت کا تقابل کر کے اسلام کی حقانیت کو لوگوں کے سامنے بیان کیا تو عیسائیوں کا بڑا پادری راتوں رات اس شہر سے بھاگنے پر مجبور ہوا۔

یہ تھے ہمارے اکابر جنہوں نے ہر محاذ پر اسلام کی حقانیت واضح کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ آج

ہمارے درمیان صرف ان اکابرین کے کارنامے رہ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان جیسے کام کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے، لہٰذا وقت کی ضرورت ہے کہ ان اکابرین کی کتابوں کو کھنگالا جائے، اور ان کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

گویا تخصص فی الدعوۃ والارشاد میں ان اکابرین کی کتابوں کا مطالعہ کروا کر بالخصوص ایسے معاندین کو دعوت دینے کا طریقہ اور ان کے مدعا کو دلائل و براہین کے ذریعے غلط ثابت کرنے اور اپنے مدعا کو دلائل و براہین سے پیش کرنے کا فن سکھایا جاتا ہے اور بالعموم باقی لوگوں کو دعوت دینے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔

کیا دعوت وارشاد موجودہ وقت کے لیے موزوں نہیں ہے؟

شاید بعض لوگوں کے ذہن میں یہ خدشہ ہو کہ ملکی حالات اس بات کے متقاضی نہیں ہیں کہ یہ فن سیکھا جائے، یا تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے بعد ممکن ہے کہ متخصص انتشار وتفرقہ کا سبب بن جائے، ایسے احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد ہرگز انتشار وتفرقہ کا سبب نہیں اور نہ ہی اس تخصص میں فرقہ واریت سکھائی جاتی ہے، بلکہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد فرقہ واریت کی روک تھام کا مؤثر ترین ذریعہ ہے، ورنہ اس تخصص کا نام بجائے دعوت وارشاد کی بجائے کچھ اور ہوتا، بلکہ مقصود یہ ہے کہ اسلام کی حقانیت ان کے سامنے واضح کی جائے، اور جس مذہب پر عمل پیرا ہونے کو وہ راہِ نجات سمجھ رہے ہیں، اس کی حقیقت واضح کی جائے، کیونکہ ہمارے اکابرین کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ حتی الامکان اپنے طلباء کو اہلِ باطل کی فضولیات سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں، لیکن جب اہلِ باطل، اسلام، پیغمبرِ اسلام، اور اسلامی شعائر پر حملہ آور ہو جائیں اور ان کو جواب نہ دینے کی صورت میں اپنے ہی لوگوں کا شکوک وشبہات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہونے لگے تو ایسی صورت میں اہلِ باطل کو دلائل سے جواب نہ دینا اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے نقصان کا باعث ہے، اور ایسی صورت حال میں ایسے ماہرینِ فن کا ہونا بہت ضروری ہے جو اُن کے اعتراضات کے مضبوط اور قوی دلائل و براہین سے عقلی ونقلی جوابات دیں، تاکہ ان کی اصلاح کی حجت تام ہو سکے۔

اسی وجہ سے امام ابومطیع حکم بن عبداللہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

”ونحن قد ابتُلينا بمن يطعن علينا، و يستحل الدماء منا، فلايسعنا أن لانعلم من المخطئ منا والمصيب، وأن لانذب عن أنفسنا وحرمنا، فقد ابتلينا بمن يقاتلنا، فلابد لنا من السَّلَاح.“ (اشارات المرام عن عبارات الامام، ص:۱۲۱، ط: مکتبۃ زمزم، کراچی)

یعنی ”ہم اپنے اوپر تنقید کرنے والوں کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیے گئے، اور انہوں نے ہمارے خون بہانے کو حلال سمجھا، لہٰذا اب ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم جان لیں کہ کون غلطی پر ہے اور کون صحیح ہے؟ اور اپنی جان وعزتوں کا دفاع کرنا بھی ضروری ہے، پس ہم مبتلا کیے گئے اس شخص کے ذریعے جو ہمارے (دین میں شبہات پیدا کرکے اور لوگوں کو اُبھار کر) ہمیں (معنًا) قتل

کرنا چاہ رہا ہے، اس لیے ہمارے پاس اسلحہ (یعنی ان شبہات کے ازالہ کے علمی دلائل) کا ہونا بہت ضروری ہے۔‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ باطل کے زیغ وضلال کو واضح کرنے کے لیے ایک عالم دین کو ایسے علمی دلائل وبراہین سے لیس ہونا بہت ضروری ہے جن کے ذریعے بوقتِ ضرورت باطل کو دندان شکن جواب دے کر ان کو ان کے عزائم میں ناکام بنایا جاسکے، لہٰذا جو لوگ حالات کی خرابی کا خدشہ ظاہر کرتے ہیں، ان کی خدمت میں اتنی گزارش ہے کہ ہمارے اکابر نے اس وقت بھی اہلِ باطل سے پنجہ آزمائی کی، جب ان پر فرنگی حکومت مسلط تھی، اس وقت بھی انہوں نے حالات کا بہانہ بنا کر باطل کو موقع نہیں دیا، لہٰذا ایسے علماء وفضلاء کا ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے جو بوقتِ ضرورت علمی دلائل اور قوتِ استشہاد کے ذریعے اہلِ باطل کے لیے سدِ سکندری ثابت ہوسکیں۔

اہمیت وضرورت

موجودہ دور میں چند وجوہات کی بنا پر تخصص فی الدعوۃ والارشاد اہمیت کا حامل ہے:

(الف) یوں تو روزِ اول سے ہی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کا سلسلہ جاری ہے، لیکن عصرِ حاضر میں اسلام، پیغمبرِ اسلام اور شعائرِ اسلام پر اعتراضات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوچکا ہے۔ قرآن و حدیث بالخصوص سیرت اور اسلامی تاریخ کے متعلق کئی قسم کے اعتراضات اور شبہات کی لہریں زور سے مسلمانوں میں پھیلائی جارہی ہیں اور حتی الامکان مسلمانوں کی طے شدہ قدروں کو مشکوک کرکے مسلمانوں کو ان سے متنفر کیا جارہا ہے۔ چنانچہ کبھی معترضین نے اسلام کو قدیم مذہب قرار دیا، اور کہا کہ اسلامی احکامات موجودہ دور کے مطابق نہیں ہیں، کبھی اسلام کو پرتشدد مذہب ثابت کیا، کبھی مغرب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو داغدار کرنے اور آپ کی ذات واقوال کو مطعون کرنے کی کوشش کی گئی، اور کہا گیا کہ احادیث ڈھائی سو سال بعد مدون ہوئیں، لہٰذا ان کی کوئی استنادی حیثیت نہیں ہے۔ کبھی آپ کی ازدواجی زندگی پر اعتراض کیا گیا، اور کبھی مسلمانوں میں ایسے نام نہاد مفسرین ومحققین پیدا کیے گئے جنہوں نے انہی کی منشا کے مطابق قرآنی آیات کی تفسیر وتشریح کی خدمت انجام دی، اور ان سب کوششوں سے مقصود مذہبِ اسلام کو مشکوک قرار دینا اور عیسائیت ویہودیت اور دیگر مذاہب کی برتری وبالادستی ثابت کرنا ہے۔

الحمد للہ! ہر دور میں اسلام کے محافظوں نے اسلام پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دیے ہیں، لہٰذا موجودہ دور میں بھی ایسے مستند علماء ضرور ہونے چاہئیں جو دیگر ادیان اور ان کی کتب وشخصیات اور ان کے اعتراضات واشکالات سے باخبر ہوں، اور معترضین کے سامنے اسلامی تعلیمات واحکامات سمیت دیگر ادیان کی تعلیمات واحکامات بیان کرنے اور ان کے اعتراضات کے جوابات دینے پر قادر ہوں، تاکہ ضرورت کے وقت

احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا حق ادا ہو سکے، اور نوجوان نسل کے ذہن میں مذہبِ اسلام، پیغمبرِ اسلام، اور شعائرِ اسلام کے خلاف جو شکوک وشبہات پیدا کیے جا رہے ہیں، انہیں تسلی بخش جوابات دے کر مطمئن کیا جا سکے، اسی وجہ سے تخصص فی الدعوۃ والارشاد میں تقابلِ ادیان اور شبہات اور ردِ شبہات کے عنوان سے کئی کتب کا مطالعہ کرایا جاتا ہے، تاکہ طالب علم کے اندر مطلوبہ صلاحیت پیدا ہو جائے۔

(ب) اسلام ایک داعیانہ مذہب اور مسلمان ایک داعی قوم ہیں، اور باقی قومیں مدعو ہیں۔ اور داعی قوم کا فریضہ ہے کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات مدعو قوم تک پہنچائیں، کیونکہ یہ اسلامی تعلیمات کا خاصہ ہے کہ جب بھی اسلامی تعلیمات اخلاص کے ساتھ صحیح طریقے سے مدعو قوم تک پہنچائی جائیں تو وہ رائیگاں نہیں جاتیں، بلکہ ضرور اپنا اثر دکھاتی ہیں، اس لیے کہ عہدِ نبوی میں وہ لوگ جو اسلام کے بارے میں ایک لفظ سننا گوارا نہیں کرتے تھے، جب ان کو اسلامی تعلیمات کی خوبیوں سے آگاہ کیا گیا تو وہ بھی اسلام کی مخالفت سے باز آ کر اسلام کے داعی بن گئے، چنانچہ مشرکینِ مکہ کے سردار عتبہ بن ربیعہ کے سامنے جب اسلام کی صحیح صورت حال پیش کی گئی تو وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اپنی قوم سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات مان لو، اور اس کو ایذا دینے سے باز آ جاؤ۔ سیرت کی کتابوں میں اس طرح بہتیرے واقعات موجود ہیں۔ لہٰذا موجودہ دور میں ایسے علماء ہونے چاہئیں، جو دعوت کے اصول سے واقف ہوں اور انہی اصولوں کی رعایت رکھتے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کر سکیں۔ معاشرہ میں موجود منکرات کے خاتمہ کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ اور اسی طرح اسلام مخالف لوگوں کو حکمت وبصیرت کے ساتھ اسلام کی طرف راغب کر سکیں، اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے دعوت واصولِ دعوت کے عنوان سے کتب کا مطالعہ کر لیں، تاکہ دعوت کے اصول سے باخبر ہو سکیں۔

(ج) اکیسویں صدی فتنوں کا دور ہے، بالخصوص عالمِ اسلام فتنوں کی آماجگاہ بن گیا ہے، اور کئی فتنے ایسے ہیں جن کی زد میں عمومی مسلمان آ کر اپنا ایمان تک گنوا چکے ہیں، اور ان ہی ایمان سوز فتنوں میں سے بعض فتنے بہت تیزی سے عصری تعلیمی اداروں اور دین بیزار نوجوانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں، بالخصوص فتنۂ اِلحاد، فتنۂ انکارِ حدیث اور فلسفۂ مغربیت وجدیدیت۔ ان فتنوں کے علمبردار اسلام کی عمارت میں نقب زنی میں دن رات مصروفِ عمل ہیں، جس کی وجہ سے مختلف تعلیمی اداروں میں برملا خدا کے وجود کا انکار کیا جانے لگا ہے۔ نوجوان نسل اِلحادی فکر اپنانے لگی ہے، یہاں تک کہ سوشل میڈیا پر سرِعام اپنی ملحدانہ افکار کی ترویج کرنے لگے ہیں۔ ایک طرف ملحدین' مخلوق اور خالق کے درمیان رشتہ کو کمزور کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں تو دوسری طرف منکرینِ حدیث کی جانب سے حدیث کو ناقابلِ اعتبار قرار دینے کے لیے روزانہ نت نئے مفروضے اور شوشے چھوڑے جاتے ہیں کہ: احادیث ڈھائی سو سال بعد مدون ہوئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کے تمام مجموعے جلا دیے تھے، احادیث قرآن سے متصادم ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ ان سب شکوک وشبہات کا مقصد صرف اور

صرف لوگوں کی نظر میں ذاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکوک قرار دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے لوگوں کا اعتماد ختم کرنا ہے۔

لٰہذا ایک عالم دین ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ ان تمام فتنوں کو سمجھا جائے، ان کے متعلق آگاہی حاصل کی جائے، اور جہاں جہاں اسلام کے خلاف محاذ آرائی ہو رہی ہو، اس کے خلاف دلائل و براہین کی قوت سے لیس ہو کر ان کا عملی و علمی دفاع کریں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے فضلاء کے لیے ان فتنوں کا تعاقب تو دور کی بات ہے، وہ ان فتنوں کے خلاف لکھی گئی بنیادی کتابوں سے بھی واقف نہیں ہوتے، لٰہذا ایسے فضلاء کی اشد ضرورت ہے جو اس فن کو سیکھ کر ان فتنوں کا تعاقب کر سکیں، اور فتنوں کے لیے سدِ سکندری ثابت ہوں، اور اس کے لیے تعاقبِ فتن کے عنوان سے کئی اکابرین کی کتابیں مطالعہ میں شامل ہیں، تاکہ ان کو پڑھ کر موجودہ فتن سے آگاہ ہوں، تاکہ فضلاء امتِ مرحومہ کو ان فتن سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنا کردار پیش کر سکیں۔

(د) ایک طرف مختلف فتنوں کے ذریعے مسلمانوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر کے اسلام سے بیزار کیا جا رہا ہے، تو دوسری طرف مختلف فرقے پوری تندہی اور مستعدی کے ساتھ نئی نسل کو راہِ حق سے برگشتہ کر رہے ہیں، اور ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی انہیں راہِ حق پر سمجھتے ہوئے ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنا دین و ایمان گنوا رہے ہیں۔ لٰہذا موجودہ دور میں اپنی نئی نسل کے ایمان کے تحفظ کے لیے ان فرقوں کے عقائد کے بارے میں جاننا ایک عالم کے لیے ناگزیر ہے، اسی وجہ سے تخصص فی الدعوۃ والارشاد میں تعارفِ فرق کے عنوان سے مختلف فرقوں کے متعلق آگاہی دی جاتی ہے۔

(ھ) امت میں اختلاف کا ہونا ایک فطری امر ہے۔ ہر دور میں یہ اختلاف ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا، اس سے مفر نہیں ہے، لیکن اس اختلاف کی آڑ میں ایک دوسرے کی توہین کرنا، نازیبا کلمات سے پکارنا بہت ہی معیوب اور نامناسب عمل ہے۔ لٰہذا ایک متخصص کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جب وہ مختلف فرقوں اور مسالک کی کتب کا مطالعہ کرے تو فنِ اختلاف کے آداب واصول کی بھی رعایت کرے۔ اسی وجہ سے اصولِ اختلاف کے عنوان سے طالب علم کو اختلاف کے اصول وآداب اور اختلاف کے وقت اکابرین کے معمول سے آشنا کیا جاتا ہے، تاکہ اختلاف' انتشار میں تبدیل نہ ہو۔

(و) یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ مستشرقین نے علوم اسلامیہ کے مطالعہ کے لیے مغرب میں باقاعدہ ادارے قائم کیے ہیں، جس میں وہ اسلامی علوم پر تحقیق کرتے ہیں، اور کئی اہم اسلامی علوم پر تحقیق کی خدمت بجا لا چکے ہیں۔ لیکن اس تحقیق سے ان کا مقصود اسلام کی خدمت کرنا یا اسلام کی خوبیوں کو بیان کرنا نہیں، بلکہ ان کی تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی علمی سرمایہ سے مسلمانوں کے اعتماد میں ضعف پیدا کرنا اور اسلامی علوم میں کمزور پہلوؤں کو تلاش کر کے اسلام، پیغمبرِ اسلام، اور اسلامی شعائر پر اعتراض کرنا ہے، چنانچہ انہوں نے تحقیق کے نام پر اسلامی روایات وتہذیب کا ایسا چہرہ مسخ کیا کہ ہمارے اپنے بھی ان کے دامِ فریب میں آگئے، انہوں

نے نبی کریم ﷺ کی رسالت کی صحت اور احادیثِ نبویہ کی صحت میں شکوک وشبہات پیدا کیے، قرآن مجید کا من جانب اللہ نزول کا انکار کیا، اپنی مرضی سے قرآن مجید کی ایسی تفسیر کی، جس سے اسلامی اقدار پر زد پڑتی ہے۔

لہٰذا ماہرین کی ایک جماعت ایسی بھی ہونی چاہیے کہ جن کی نظر میں مستشرقین کی تحقیقات ہوں، اور ان کی تحقیقات میں کمزور باتوں کی نشاندہی کرسکیں۔

اسی اہمیت کے پیشِ نظر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاون کی مجلس شوریٰ نے تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے موقوف سلسلہ کو دوبارہ بحال کیا، تاکہ دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے طلباء ادیانِ باطلہ، یہودیت، عیسائیت، ہندومت، وغیرہ سے واقف ہوں، اور بحیثیت عالم دین وہ ملحدین، مستشرقین، اور دوسرے فرقوں اور مذہبوں کی جانب سے اسلام، پیغمبرِ اسلام، اور شعائرِ اسلام پر پھیلائے ہوئے شبہات واعتراضات کا جواب دے سکیں۔

تخصص فی الدعوۃ والارشاد میں پڑھائے جانے والے مضامین

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا دورانیہ دو سال کا ہے۔ اس دورانیہ میں سترہ اہم عنوانات پر ۸۰ کے قریب کتب سے تقریباً ساڑھے تیئیس ہزار صفحات کا مطالعہ کرایا جاتا ہے، اور ماہانہ بنیاد پر ان کتب کا امتحان بھی لیا جاتا ہے، جن میں سے چند اہم عنوانات درج ذیل ہیں:

اصولِ دعوت، اصولِ اختلاف، اصولِ تکفیر، اصولِ مناظرہ، اصولِ تحقیق، عقائد وعلم الکلام، تقابلِ ادیان، تعارفِ فرق، تعاقبِ فتن، فلسفۂ مغربیت و جدیدیت، مقاصدِ شریعت واسرار وحکم، تعارفِ کتب، اسلام، قرآن، پیغمبرِ اسلام کے متعلق اعتراضات اور جوابات، اور انگریزی، کمپیوٹر، جبکہ دوسرے سال میں مختلف موضوعات پر مقالہ جات بھی لکھوائے جاتے ہیں۔

تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے اغراض ومقاصد

تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے درج ذیل مقاصد ہیں:

(الف) ایسے علماء وفضلاء تیار کرنا جو مساجد و مدارس میں درسِ قرآن اور درسِ حدیث دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

(ب) جو تحریر وتقریر کے ذریعے معاشرے میں موجود برائیوں کو ختم کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں، اور اس کے لیے عملی طور پر تیار ہوں۔

(ج) جو دعوت کے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے عوام الناس کو خیر وبھلائی کا حکم کریں، اور ان میں دینی شعور کو بیدار کریں اور اسلام مخالف لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کریں۔

(د) جوعصرِ حاضر کے مختلف فتنوں اوران کے عزائم سے آگاہ ہوں اورامت کوان فتنوں کے خطرات سے آگاہ کریں۔

(ھ) جومختلف مذاہب وفرق کی کتب اوران کے عقائد ورسوم سے واقف ہوں، تاکہ بوقتِ ضرورت اسلام کی حقانیت اورمذاہبِ باطلہ کے رد کرنے پر قادر ہوں۔

(و) جومغربی فنون، ان کے افکارونظریات سے واقف ہوں، اوران پر تنقیدی جائزہ وتبصرہ کرنے پر قدرت رکھتے ہوں۔

(ز) جوان تمام شبہات واعتراضات پر گہری نظر رکھتے ہوں جومخالفینِ اسلام کی طرف سے اسلام، پیغمبرِاسلام اورقرآن وحدیث کے خلاف پیدا کیے جارہے ہیں، اوران تمام اعتراضات کا مدلل، مسکت اورعلمی جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

(ح) جوالحادی اوراستشراقی افکارکوسمجھ کر مدلل انداز میں اس کورد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، اورمسلم معاشرے کوان کے افکاروگمراہی سے بچاسکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کا بول بالا فرمائے، ہمیں اس خدمت کے لیے قبول فرمائے، اوراُمتِ مسلمہ کو ہمہ قسم کے شرور وفتن سے محفوظ فرمائے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....